دینی مدارس کنونشن، ایک جائزہ، ایک تاثر

سید عزیز الرحمٰن (نائب مدیر ششماہی السیرۃ)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان نہ صرف پاکستان کی بلکہ پوری دنیا اور خصوصاً برعظیم پاک وہند کے دینی مدارس کی سب سے بڑی، سب سے منظم اور سب سے متحرک دینی اور تعلیمی تنظیم ہے، جسے ہم دنیا کی ایک بڑی تعلیمی تنظیم بھی قرار دے سکتے ہیں، وفاق المدارس جس کی باضابطہ بنیاد ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ کو ملتان میں رکھی گئی اور جس کے پہلے صدر مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ منتخب ہوئے۔

آج بفضلہ تعالیٰ اپنے قیام کے ۵۰ سال پورے کر رہا ہے، وفاق کی خدمات اور اس کے دائرہ کار کے تنوع کو جو وسعت، ہمہ گیری، مقبولیت اور شہرت گذشتہ ۲۰ تا ۲۵ برسوں میں حاصل ہوئی، اس کی پشت پر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مدظلہ کی ولولہ انگیز قیادت، دوررس اور نکتہ بیں شخصیت، آپ کی انتظامی صلاحیتیں اور شبانہ روز کاوشیں ہیں، پھر گذشتہ چند سالوں میں وفاق کو فاضل جلیل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی متحرک، فعال اور جواں سال شخصیت کی صورت میں ایک ایسی نعمت بھی میسر آئی جس نے اس کی رفعتوں کو مزید بلندیوں سے آشنا کر دیا اور گذشتہ کئی برس، تو اس قدر پرہنگام اور اتنے مشکلات سے پر تھے کہ لحہ لحہ بسا اوقات نت نئے مسائل کو جنم دے رہا تھا اور ہر روز ایک نئی تاریخ جنم لے رہی تھی، ان حالات میں وفاق کا کردار تعمیری بھی رہا اور قائدانہ بھی۔

اسی وفاق نے گذشتہ ماہ مئی کی ۱۵ تاریخ کو کنونشن سینٹر اسلام آباد میں دینی مدارس کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا، یہ فیصلہ ان حالات میں کیا گیا جب پوری دنیا میں دینی مدارس بنیادی ایشو کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں اور ذرائع ابلاغ پر مدارس کا موضوع مرکزی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ راقم کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ مدارس کے بارے میں دو طرح کے طبقات واضح طور پر معاشرے میں موجود ہیں، ایک تو وہ ہیں، اور اس طبقے کے افراد خاصی اکثریت میں ہیں جو ذاتی زندگی میں دین دار بھی ہیں، دینی جذبہ بھی رکھتے ہیں اور دین کا درد بھی، مگر مدارس کے حوالے سے ان کی رائے صرف ان کی ناواقفیت کے سبب درست نہیں، وہ اگر مدارس کے نظام پر اعتراض کرتے ہیں تو اس کا سبب اگر مجھ سے پوچھا جائے تو وہ خود بھی ہیں، ان کی لاعلمی بھی، مگر کسی حد تک ہم بھی ذمے دار ہیں کہ اس جانب ہماری توجہ ہی مبذول نہیں ہوئی۔ اور دوسرا طبقہ اپنی لادینیت کے سبب مدارس کے نام سے بدکتا ہے، یہ طبقہ بھی اپنے موقف کے معاملے میں حق بجانب ہے کہ اس کی نظریات ہی مدارس کے نظام سے لگا نہیں کھاتے، لیکن پہلے طبقے کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی مدارس کنونشن جیسے اجتماعات کی اہمیت

سمجھ میں آتی ہے، اور اس اجتماع کے انعقاد کا مقصد بھی یہی تھا، جیسا کہ منتظمین نے کئی بار اس کا اظہار کیا۔

دعوت نامے پر تقریب کے آغاز کا وقت ۹ بجے تحریر تھا، مگر لوگوں کا اشتیاق انہیں نو سے پہلے ہی پروگرام میں لے آیا، البتہ باقاعدہ تقریب ۹ بج کر ۵۰ منٹ پر شروع ہوئی، حسب روایت آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ یہ سعادت قاری سعید الرحمٰن مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے حصے میں آئی، تقریب کی نظامت مولانا نصیب علی شاہ صاحب رئیس المرکز الاسلامی بنوں (حال ایم این اے) فرمارہے تھے، جب کہ تقریب کی صدارت کے لیے استاذ الاساتذہ، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مدظلہ صدر وفاق المدارس کا نام تجویز کیا گیا، آپ علالت طبع اور ضعف کے باوجود تقریب کے آغاز سے اختتام تک تشریف فرمارہے، کارروائی کا خلاصہ غیرملکی مندوبین کے لیے انگریزی میں بھی پیش کرنے کا اہتمام تھا اور دو پروجیکٹرز کے ذریعے وفاق کے حوالے سے بنیادی معلومات بھی حاضرین تک پہنچائی جارہی تھیں۔ قرأت کے بعد نعت کے لیے مولانا تنویر الحق تھانوی (جامعہ احتشامیہ کراچی) تشریف لائے اور تھانوی لہجے نے سماں باندھ دیا۔ چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

میری طرف سے بھی اے رہروان حجاز — تمام اہل حرم کو سلام کہہ دینا
وہ شہر پاک مدینہ وہ بارگاہ حبیب — دیار شاہ امم کو سلام کہہ دینا
رہے جو یاد تو ایک دردمند الفت کا — طبیب درد و الم کو سلام کہہ دینا
وہ جس کی خاک کف پا پہ مہر و ماہ نثار — اسی کے نقش قدم کو سلام کہہ دینا

اسٹیج کی پہلی صف میں مولانا سلیم اللہ خاں، مفتی تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق اور مولانا قاری حنیف جالندھری اور ان کے بعد مفتی رفیع عثمانی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا تنویر الحق تھانوی اور مولانا عطاء المومن بخاری تشریف فرما تھے۔

۱۰ بج کر چار منٹ پر مولانا قاضی عبدالرشید مہتمم دارالعلوم فاروقیہ راولپنڈی، کنوینر انتظامی کمیٹی برائے کنونشن تشریف لائے اور شرکائے محفل کا خیر مقدم کیا، وہ فرمارہے تھے "آج کا دن اسلام آباد کے رہنے والوں کے لیے انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ پاکستان کے ہر علاقے سے اہل علم اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات شریف لائے، میں راولپنڈی کے علما اور عوام کی طرف سے سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

انھوں نے وفاق المدارس کا مختصر تعارف بھی پیش کیا۔ ان کے بعد مولانا نصیب علی شاہ نے دو گزارشات کیں، ۱۔ موبائل بند کردیں ۲۔ وفاق کے فیصلے کے مطابق یہاں کیمرے کی ممانعت ہے، لہٰذا جن کے پاس کیمرا ہے وہ اسے سنبھال کر رکھیں۔ کیمرے اور ٹی وی کوریج کا معاملہ آگے چل کر اس کنونشن کا اہم نکتہ بن گیا، پہلے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی، آج کل کی حکمراں جماعت پاکستان مسلم لیگ (ق) (جسے آج کے مصروف دور میں وقت کی بچت کی خاطر صرف "ق" لیگ بھی کہہ دیا جاتا ہے) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا، جیسا کہ آگے ذکر ہوگا، پھر بعض

اہل دانش واہل علم نے بھی اسے وفاق کے اس کنونشن کے کمزور پہلوؤں میں سے شمار کیا۔ محسوس یوں ہوا کہ گویا محض ایک اس کمزوری کے سبب جسے ہم ''دقیانوسیوں'' نے ''عزیمت'' میں شمار کیا، وفاق کا یہ اجتماع بہت پیچھے رہ گیا۔ خیر ۱۰ بج کر دس منٹ پر تقریب کے روح رواں اور منتظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کو خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی، آپ کے خطبے کے چند اقتباسات۔

''وفاق کے اس پہلے تاریخ ساز کنونشن اور تقریب تقسیم انعامات میں تشریف آوری پر میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آج کا اجتماع منفرد اجتماع ہے، شاید بڑے عرصے کے بعد علما کا نمائندہ اجتماع دیکھنے میں آیا ہے، جس میں صرف پاکستان نہیں بلکہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک کے وفود شریک ہیں اور علما دینی، سیاسی، سماجی، مذہبی شخصیات، اسکالرز اور دانش ور حضرات موجود ہیں۔ وفاق نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کی منفرد تنظیم ہے، جس کی مثال نہیں ملتی۔''

''حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مدظلہم جیسی عظیم شخصیت کی انتھک محنت نے وفاق کو عظیم عالم گیر تنظیم بنا دیا جس کے تحت ۹ ہزار مدارس اور ۶ لاکھ طلبا دینی اور علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔''

''وفاق کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے دینی مدارس کا تحفظ اور دفاع کیا ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم پاکستان کے روز اول سے اپنے تحفظ کے لیے جنگ لڑ رہے ہیں، دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے تمام مدارس کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے، انہیں وحدت اور ایک نصاب تعلیم دیا ہے، آج دور دراز دیہات میں جو نصاب ہے، اسلام آباد، لاہور، کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں بھی وہی نصاب ہے۔ پھر امتحان ایک دن، ایک ہی وقت میں شروع ہوتا ہے، ہماری حکومت بھی ڈویژن ہی کی سطح پر انتظام کرتی ہے۔ وفاق کے تحت امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کی تعداد گذشتہ سال ایک لاکھ چالیس ہزار سے زائد تھی۔ وفاق کا امتحانی نظام مضبوط بھی ہے، محفوظ بھی ہے اور مستحکم بھی، میں تمام حاضرین سے کہتا ہوں کہ امتحانی نظام کو دیکھیں اور کمزوری ہو تو بتائیں، ان شاء اللہ انہیں کوئی خلا نظر نہیں آئے گا۔''

''۱۹۸۲ء میں ہماری کوششوں سے شہادۃ العالمیہ کو ایم اے کے برابر تسلیم کیا گیا، وفاق المدارس کی خدمات اب ۵۰ سال پر محیط ہو چکی ہیں۔ موجودہ حالات میں عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر جو باتیں سرفہرست ہیں ان میں دینی مدارس بھی ہیں۔''

دینی مدارس نے تعلیم کو عام کیا اور شرح خواندگی کو بڑھایا ہے، آج بھی ایسے پسماندہ علاقے موجود ہیں جہاں پرائمری اسکول موجود نہیں ہے لیکن مدرسہ موجود ہے۔''

مدارس نے تمام اخراجات کی کفالت کی ہے، یہ سب سے بڑی نجی فلاحی تنظیم ہے، یہ طلبا سے لیتے کچھ نہیں، دیتے بہت کچھ ہیں، دنیا میں کوئی ادارہ نہیں جو ۶ لاکھ طلبا وطالبات کو تعلیم بھی دے اور اپنی مدد آپ کے تحت دیگر اخراجات کی

کفالت بھی کرے۔‘‘

’’یہ یکجہتی کی علامت ہیں، یہاں ہر مدرسے میں سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد کے طلبا اکٹھے رہتے ہیں، ان میں کبھی کوئی تعصب سامنے نہیں آیا۔ دینی مدارس میں فرقہ واریت نہیں ہے، ہم علمی انداز میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں، کسی امام سے علمی اختلاف ہوتا ہے تو احترام کے ساتھ اسے یہاں بیان کرتے ہیں، فرقہ واریت کے اسباب کچھ اور ہیں، انہیں ہماری نہیں، اپنی صفوں میں تلاش کرنا چاہیے، ہم اسلام پڑھاتے ہیں اور اسلام سلامتی کا دین ہے، ہم برصغیر میں ۲۵۰ سال سے ہیں اگر دہشت گردی مدارس سے ہوتی تو ۱۰۰ سال پہلے بھی ہوتی، ۱۵۰ سال پہلے بھی ہوتی، یہ تو پندرہ بیس سال سے ہے، مدارس میں اسلام کا مکمل نظام پڑھایا جاتا ہے، ہم نے زمانے کی ضرورتوں کو اپنے ہاں سے نہیں نکالا، ہم نے زمانے کے ساتھ چلنے والے اسلام کو اپنے ہاں سے نکالا ہے۔‘‘

یہ ہمارا ملک ہے کسی کو یہ اپنے اقتدار کی وجہ سے عزیز ہوگا ہمیں یہ اپنے عقیدے کی وجہ سے عزیز ہے، قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہاتھ سے پاکستان کا جھنڈا لہرا کر یہ اعلان فرمادیا تھا کہ مولوی پاکستان کا وارث ہے۔

’’علماء کرام نے پاکستان قائم کرنے کے لیے قربانیاں دیں اور پاکستان کے نظریات اور جغرافیائی سرحدوں کی علمائے کرام نے حفاظت کی ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔ حکومت کہتی ہے کہ تمام مدارس اچھے ہیں لیکن کچھ مدارس دہشت گردی اور فرقہ واریت کی تعلیم دیتے ہیں، ہمیں بتایا جائے کہ وہ چند مدارس کون سے ہیں، ہم ان مدارس کا وفاق سے الحاق ختم کردیں گے۔ مگر آج تک انھوں نے ہمیں ان مدارس کے بارے میں نہیں بتایا۔ ایسے الزامات لگا کر تمام دینی مدارس کو مشکوک بنا دیا جاتا ہے۔ اگر دینی مدارس کو حکومت کے کنٹرول میں دے دیا گیا تو یہ دینی مدارس ختم ہوجائیں گے۔ حکومت نے بھی سنجیدگی کے ساتھ ہمارے ساتھ بات نہ کی، کچھ ادارے مدارس اور حکومت کو لڑانا چاہتے ہیں، ہم سرکاری امداد نہیں لیتے اگر قوم کو مدارس پر اعتماد نہ ہوتا تو عوام اربوں روپے ان مدارس کو نہ دیتے۔ حکومت ہماری میٹرک کی تعلیمی اسناد کو قبول کرے، وفاق کو خودمختار تعلیمی بورڈ کا درجہ دیا جائے، ہم عالمی دنیا کے ساتھ برابری کی سطح پر تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں، چار سال سے ہمارے حکومت سے مذاکرات چل رہے ہیں مگر ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ ہم اس مفاہمت کے عمل کو خراب نہیں کرنا چاہتے، حکومت ایک ماہ کے اندر اندر مذاکرات کو نتیجہ خیز بنائے۔‘‘

مولانا جالندھری کے خطاب کے دوران کوئی پونے گیارہ بجے کے قریب چوہدری شجاعت حسین، مشاہد حسین، اعجاز الحق اور شیخ رشید کے ہمراہ تشریف لائے، چوہدری صاحب اس تقریب کے مہمان خصوصی بھی تھے، گیارہ بجے خطبہ استقبالیہ ختم ہوا، پھر اس کا خلاصہ انگلش میں پیش کیا گیا۔ خلاصے کے بعد دو بچوں بلال اور اسامہ نے ایک مکالمہ پیش کیا، جس میں دینی تعلیم کی اہمیت بیان کی گئی تھی، ان بچوں کا تلفظ، لہجہ اور ادائیگی قابل تعریف تھی۔ اس کے بعد ۱۱ بج کر دس منٹ

پروقاص شبیر عباسی (طالب علم درجہ ثالثہ، دارالعلوم فاروقیہ، راولپنڈی) نے دینی مدارس کی اہمیت پر خطاب کیا۔ پھر ایک اور طالب علم عبدالرحیم درجہ سادسہ نے انگریزی میں تقریر کی، اسی دوران مولانا قاری حنیف جالندھری نے حاضرین کو مطلع کیا کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ یہ پروگرام لائیو نشر ہو رہا ہے، جسے بیرون ملک ہزاروں لوگ سن رہے ہیں، یورپ کے بہت سے ممالک میں اسلامک سنٹرز میں پروگرام سننے کے لیے چھٹی کردی گئی ہے۔ سامعین نے آپ سب حاضرین کو سلام کہا ہے اور دعاؤں کی درخواست کی ہے۔ ۱۱ بج کر ۳۰ منٹ پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو دعوت خطاب دی گئی، ان کا خطاب عربی میں تھا، انھوں نے برعظیم پاک و ہند میں دینی مدارس کے قیام اور خدمات کی مختصر تاریخ بیان کی۔ انھوں نے کہا:

''آپ جانتے ہیں کہ ہند دولت اسلامیہ تھی۔ پھر انگریزوں نے اس پر دھوکے سے قبضہ کیا اور مسلمانوں کے نظام تعلیم کو ختم کردیا اور علما کو قتل کیا، ان حالات میں مولانا قاسم نانوتوی کی سرپرستی میں علما نے غور کیا کہ ایمان بچانے اور دین اسلام کی ترویج کے لیے کیا کیا جائے؟ ۱۸۶۸ء میں اس غور و فکر کے نتیجے میں انار کے درخت تلے دیوبند کے قصبے میں مسجد کے صحن میں ایک طالب علم نے ایک استاد کے سامنے درس کا آغاز کیا، جسے اللہ نے وہ عزت بخشی کہ وہ جامعہ اسلامیہ عالمیہ از ہر ہند کے لقب سے ملقب ہوئی۔ جس نے پھر علماء، مفتی، قضاۃ، دعاۃ، مؤلفین، مفسرین، فقہا و محدثین پیدا کیے، جنھوں نے مختلف شعبہ جات میں اپنی عظیم خدمات انجام دیں۔ آج پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش اور پوری دنیا میں ہزاروں مدارس دارالعلوم دیوبند کے فروع کی شکل میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔''

مولانا اسکندر کے خطاب کا دورانیہ ۱۵ منٹ تھا۔ ۱۱ بج کر ۴۶ منٹ پر جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے دینی مدارس کے مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

''اس وقت مشرق تا مغرب دینی مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ فساد و دہشت گردی کی جڑیں ہیں۔ اس طرح کی مختلف الزام تراشیاں کی جا رہی ہیں، تنقید اس وقت مفید ہوتی ہے جب وہ مثبت اور تعمیری ہو، ہمارے ملک میں تنقید دو طرح کی ہے، ایک ادارے کے حالات جاننے کے بعد اصلاح کے لیے تنقید اور خرابی کی نشاندہی کرنا۔ دوسری تنقید یہ ہے کہ ادارے کے حالات سے واقفیت نہ ہونے کے باوجود تنقید کرنا، یہ تعمیری نہیں تخریبی ہے۔ ہمارے دینی مدارس کے خلاف منفی تنقید کی جا رہی ہے اور ایسے اعتراضات کیے جا رہے ہیں جو واقعات سے دور ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کے ماہر پیدا کرنا ہے، انجینیر، ڈاکٹر، سائنس دان بنانا ان کے مقاصد میں شامل نہیں، یہ ادارے اسلامی علوم کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں، اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا لیکن اس کے لیے چند شرائط ضروری ہیں۔ یہ دینی مدارس ان آداب و شرائط کی تعلیم دیتے ہیں، جس کے ذریعے دین سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مدارس کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ صرف علم ہی دینا کافی نہیں، جس علم کی وہ تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے طلبا میں رچاتے اور بساتے ہیں۔ چہرے

مہرے سے لے کر معاملات، معاشرت واخلاق تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نبویہ پر عمل کرتے ہیں، انگریزی زبان سیکھنا ضروری ہے، دارالعلوم دیوبند میں یہ طریقہ رائج تھا، وفاق کے رہنماؤں نے اس کمی کو پورا کر دیا اور ملک کے مدارس میں عصری علوم کی تعلیم باقاعدگی سے دی جا رہی ہے۔ اگر کوئی مدارس کا نظام دیکھنے کے بعد اصلاحی تجویز پیش کرتا ہے تو اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مختلف شعبوں کی طرح مدارس کے نظام میں بھی انحطاط آیا ہے مگر اس انحطاط کو دور کرنا ضروری ہے، نہ کہ پورا نظام لپیٹ دیا جائے“۔

۱۲ بج کر ۲۰ منٹ پر تقریب کے مہمان خصوصی چوہدری شجاعت حسین کو اس سوال کے ساتھ قاری حنیف جالندھری نے دعوت خطاب دی کہ آپ پہلے طویل عرصے تک وزیر داخلہ اور پھر وزیر اعظم رہے، اس عرصے میں مدارس کے حوالے سے آپ کے سامنے کیا کچھ پیش کیا گیا؟ اور اس پر آپ کا ردعمل کیا تھا؟ چوہدری صاحب نے کہا:

”آج میرے بیٹے کا ولیمہ ہے، مگر مجھے جب دعوت دی گئی تو میں نے کہا کہ میں ضرور آؤں گا، مولانا تقی عثمانی نے مدارس کے متعلق جو کچھ کہا یہ پانچ ہزار افراد نے سنا، مگر جب ان کے خلاف بات ہوتی ہے تو پانچ کروڑ یہ بات سنتے ہیں، اس لیے ٹی وی کو اجازت دینی چاہیے تھی۔ میں پانچ سال وزیر داخلہ رہا اور میں نے مدارس کی انکوائری کروائی، حمید گل کے ادارے نے انکوائری کی، ۲۰ ہزار مدارس میں سے کسی کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ وہاں ملٹری ٹریننگ دی جاتی ہے، ہم آپ کو اپنا سمجھتے ہیں آپ بھی ہمیں اپنا سمجھیں، آپ نے ہمیں بلا کر عزت دی ہے، ہم ان شاء اللہ اس کی پاس داری کریں گے، ہم ہمیشہ دنیا کے ہر حصے میں مظلوم کا ساتھ دیں گے، اور ظالم کا ہاتھ پکڑیں گے۔“

وہ خطاب کر کے روانہ ہوئے تو ان کے بعد ۱۲ بج کر ۳۰ منٹ پر حمید گل خطاب کے لیے آئے، ان کے چند جملے:

”دینی مدارس کا مسئلہ نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے اور حکومت کا یہ کہنا کہ ہم پر دباؤ نہیں ہے، جھوٹ اور لغو بات ہے، دینی مدارس سے میرا خاص تعلق ہے، میں جانتا ہوں کہ مدارس میں ملٹری ٹریننگ نہیں دی جاتی، ہاں ظلم کے خلاف ڈٹ جانے کی تعلیم ضرور دی جاتی ہے اور یہ دینی مدارس کی خوبی نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی خوبی ہے، جس کی تعلیم مدارس میں دی جا رہی ہے، مدارس کے نصاب تعلیم کی اصلاح ہونی چاہیے، مگر ہم کہتے ہیں کہ امریکہ کے تعلیمی نصاب کی بھی اصلاح ہونی چاہیے جو بش جیسے خوں خوار کو جنم دیتا ہے، برطانیہ کو بھی اپنے تعلیمی نظام کی اصلاح کرنی چاہیے، جو ٹونی بلیئر جیسے جھوٹے شخص کو صدارت سونپ دیتا ہے، اس ملک کی بنیاد میں علامہ اقبال کی سوچ اور قائد اعظم کا خون پسینہ شامل ہے اور قائد اعظم کی تعلیم کا آغاز بھی سندھ مدرسۃ الاسلام سے ہوا تھا، وہ بھی مدرسہ تھا۔“

۱۱ بج کر ۵۰ منٹ پر ان کا خطاب ختم ہوا۔ پھر انگلش میں اس کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ اس مرحلے میں مولانا محمد حنیف ری نے اعلان کیا کہ انٹرنیٹ کے ذریعے جو لوگ اس تقریب کو سن رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ انہیں بھی چند منٹ

کے لیے اس پروگرام میں شریک کریں، کسی مرحلے پر انہیں ان شاء اللہ یہ موقع فراہم کیا جائے گا۔

۱۲ بج کر ۵۳ منٹ پر مولانا عبدالحفیظ مکی خطاب کے لیے تشریف لائے، انھوں نے اتنے اہم اجتماع کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی۔ ۱۲ بج کر ۵۷ منٹ پر مولانا سمیع الحق کو دعوت خطاب دی گئی، جنھوں نے لگ بھگ ۱۵ منٹ اظہار خیال کیا، وہ فرمارہے تھے:

''مغرب کا ہدف مدارس ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مذموم مقاصد کی راہ میں صرف مدرسہ حائل ہے، اس حوالے سے آج کا کنونشن نہایت اہم ہے اور اسے اختتام نہیں، اسی سلسلے کا آغاز ہونا چاہیے۔''

ا بج کر ۱۵ منٹ پر وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کو قاری حنیف صاحب نے اس درخواست کے ساتھ دعوت خطاب دی کہ وہ دینی مدارس کے ساتھ جاری حکومت کے مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے میں بنیادی کردار ادا کریں، ورنہ ہم شاید پھر اس بے نتیجہ سلسلے کو ختم کرنے پر مجبور ہوں گے، ان کی تقریر کے چند جملے:

''نائن الیون کے بعد مدارس نے مرکزیت حاصل کرلی ہے، ہم نے یہ بات طے کرلی ہے کہ مدارس کے معاملات میں حکومت کوئی مداخلت نہیں کرے گی، حکومت نے ماڈل مدارس بنانے کی کوشش کی، میں نے وہ مدارس دیکھے، دکھ ہوا کہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود بچے وہاں یتیموں کی طرح رہ رہے تھے، اس پر میں نے کہا کہ حکومت مدرسے نہیں چلاسکتی، میری کوشش ہے کہ خادم کی حیثیت سے جب تک رہوں اس کی بہتری اور اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرتا رہوں، اگر کسی دن محسوس ہوا کہ یہ خدشات درست ہیں تو سب سے پہلے میں اعلان کرکے باہر آؤں گا، یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔''

جب جناب اعجاز الحق یہ یقین دہانیاں فرمارہے تھے، اس وقت تک مدارس کی تنظیمات کے بالمقابل ایک نئے ادارے مدرسہ ریفارمز بورڈ کا اعلان ہو چکا تھا اور ناطقہ سر بہ گریباں ہو کر سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کہیے؟ اعجاز الحق کے خطاب کے بعد ا بج کر ۳۵ منٹ پر صدر وفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مدظلہ کو ۲۰۰۴ء میں وفاق میں ملک بھر کی سطح پر اول، دوم، سوم آنے والے طلبا میں انعامات تقسیم کرنے کی دعوت دی گئی، یہ انعامات دینی کتب، شیلڈ اور دستار فضیلت کی شکل میں تھے، اس کے ساتھ ساتھ جمعیت علمائے برطانیہ کی جانب سے مجموعی طور پر ۸۵ ہزار کی نقد رقم طلبا میں بطور انعام تقسیم کی گئی، وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درانی نے اپنی جانب سے انعام یافتگان کے لیے ایک لاکھ روپے کا اعلان کیا، اسی طرح مجلس احرار اسلام کے امیر شیخ عطاء المہیمن بخاری نے بھی اپنی جانب سے طلبا کے لیے ۳۰ ہزار روپے نقد انعام کی مد میں دینے کا اعلان کیا، ان تمام اعلانات کو مسرت کے ساتھ سنا گیا اور تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا، جب کہ مولانا محمد تقی عثمانی نے مولانا محمد حنیف جالندھری کی خدمات پر اپنی جانب سے ایک ہزار روپے کا نقد انعام دیا، جو ان کی جانب سے مولانا قاضی عبدالرشید نے مولانا جالندھری کو پیش کیا۔

تقسیم انعامات کے اختتام کے بعد تقریب کے دوسرے مہمان خاص وزیر اعلیٰ اکرم درانی نے خطاب کیا۔ انھوں نے

علما اور مدارس کے حوالے سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور مدارس کے معاشرے پر انمٹ نقوش کا ذکر کیا، ان کا خطاب لگ بھگ ۲۰ منٹ جاری رہا اور ۲ بج کر ۲۰ منٹ پر صدر وفاق نے اختتامی کلمات کے طور پر چند جملے ارشاد فرمائے، فرمایا:

''وقت چونکہ بہت ہوگیا ہے اس لیے بیان کرنے کی گنجائش نہیں، البتہ یہ عرض ہے کہ علما نے جو ارشادات فرمائے وہ قیمتی تھے، انھوں نے مدارس کی اہمیت کو واضح کیا ہے، میں اپنا تاثر پیش کرتا ہوں، یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے، باقی ہمیں کبھی خیال نہیں آیا کہ یہ کوششیں کبھی کامیاب ہوں گی، لیکن میرا یقین ہے کہ مدارس کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والے ناکام ہوں گے، مدارس اسی طرح قائم وآباد رہیں گے''۔

صدر وفاق کے یہ جملے مختصر تھے، مگر گھنٹوں کی تقاریر پر بھاری تھے اور اپنے اندر عزم ویقین، اعتماد اور قوت ایمان کا ایک بحرِ بے کراں لیے ہوئے تھے، ہم ہی نہیں سب حاضرین ان سادہ ومختصر جملوں سے متاثر بھی ہوئے اور اپنے اندر ایک عزم نو اور حرارت بھی محسوس کی۔

جناب صدر وفاق کے کلمات اور دعا پر پہلا اجلاس ختم ہوا، کھانے اور نماز کے وقفے کے بعد جب دوسرا اجلاس شروع ہوا تو اس میں تقاریر کا سلسلہ جاری رہا، اس اجلاس میں بھی طلبا میں انعامات تقسیم کیے گئے اور ان مدارس کے مہتممین کو بھی انعامات دیئے گئے جن کے طلبا وطالبات نے پوزیشن حاصل کی ہیں۔ یہ انعامات مولانا حسن جان نائب صدر وفاق نے تقسیم کیے، اجلاس کے آغاز میں قرأت مولانا عبدالحمید ندیم اور نعت مولانا محمد عثمان نے پیش کی۔ ان کے پیش کردہ کلام ، شاعر سلمان گیلانی تھے، نعت نے سماں باندھ دیا اور نعت خواں نے خوب داد سمیٹی:

عرش و کرسی سے اعلیٰ ہے نام آپ کا — آگے اللہ ہی جانے مقام آپ کا
آپ جیسا کوئی دو جہاں میں نہیں — اس زمیں میں نہیں آسماں میں نہیں
حسن صورت عجب حسن سیرت عجب — پھر عجب اس پہ حسن کلام آپ کا

اس اجلاس میں محمد بلال (دار العلوم حقانیہ) اور عامر بشیر (جامعہ اشرفیہ) نے انگریزی میں گلوبلائزیشن اینڈ اسلام اور محمد اسد اللہ (خیر المدارس) نے عربی میں تقاریر کیں۔ ۴ بج کر ۲۵ منٹ پر معروف کالم نگار عرفان صدیقی کو دعوت دی گئی، انھوں نے کہا ''میں مدارس کو صرف دین کے نہیں اپنی ثقافت، روایت اور عقیدے کے قلعے تصور کرتا ہوں'' ان کے بعد ٹرنیٹ کے ذریعے چند حضرات نے مختصراً اپنے تاثرات پیش کیے، جس کا پہلے اجلاس میں وعدہ کیا گیا تھا۔ اسی اجلاس میں ندا میں مولانا زاہد الراشدی نے بھی خطاب کیا انھوں نے کہا:

''دینی مدارس انسانی سوسائٹی میں آسمانی تعلیمات کی حفاظت وترویج کررہے ہیں جو آج کے بدلتے ہوئے عالمی حالات میں مغرب کی بھی ضرورت ہے کیونکہ آسمانی تعلیمات کی طرف واپسی مغرب میں محسوس کی جارہی ہے اور پوری دنیا میں آسمانی تعلیمات کی محفوظ صورت قرآن وسنت کی صورت میں موجود ہے جس کے مراکز یہ دینی مدارس ہیں، اس لیے مغرب کو بھی اس آپشن کو سامنے رکھتے ہوئے دینی مدارس کی خدمات کا

اعتراف کرنا چاہیے''۔

جب کہ عبدالعزیز راجہ نے ایک مقالہ ''دینی مدارس ٹھوس حقائق'' کے عنوان سے پیش کیا جو پروجیکٹر کی مدد سے بھی دکھایا جارہا تھا۔۴ بج کر ۵۰ منٹ پر قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی کو خطاب کی دعوت دی گئی، چند جملے:

''دینی مدارس کا نظام قائم رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت دینی مدارس کے اس آزادانہ نظام کو ختم نہیں کرسکتی، مغربی استعمار دنیا پر قبضے کی مہم میں دینی جماعتوں اور دینی مدارس کو اپنی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے اس لیے وہ دینی مدارس کو ختم کرنا چاہتا ہے لیکن ایسا ہو نہیں سکتا اور اہل دین ان مدارس کی ہر قیمت پر حفاظت کریں گے''۔

اس اجلاس اور کنونشن کے آخری مقرر مولانا فضل الرحمٰن تھے انھوں نے اپنے خطاب میں کہا:

''برصغیر کی تحریک آزادی میں علمائے کرام اور دینی مدارس کا کردار سب سے نمایاں ہے اور پاکستان میں بھی دستور سازی میں علمائے کرام نے سرگرم کردار ادا کیا جس کا سب سے بڑا ثبوت قرار داد مقاصد ہے جو ملک کے ہر دستور کی بنیاد رہی ہے اور جسے پاکستان کی نظریاتی اور دستوری اساس کی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان کی موجودہ دستور کی تشکیل میں بھی علمائے کرام کا حصہ نمایاں ہے اور دستور میں اسلامی دفعات کی شمولیت کی سب سے بڑی وجہ وہ علما کرام تھے جنھیں اس دستور ساز اسمبلی کے لیے ملک کی عوام نے منتخب کیا۔ دینی مدارس اور علما نے ہر دور میں ملک کی دینی وسیاسی رہنمائی کی ہے اور آئندہ بھی وہ ملک وقوم کی رہنمائی کریں گے، علما کی محنت کا ثمرہ ہے کہ پاکستان میں دستوری طور پر سیکولرازم کے تصور کو مسترد کرتے ہوئے اسلام کو سرکاری دین قرار دیا گیا''۔

اس طرح شام ۶ بجے کے بعد یہ کنونشن اختتام پذیر ہوا۔ کانفرنس میں چند قرار دادیں اور ایک ''اعلان اسلام آباد'' بھی پیش کیا گیا جس کی تمام حاضرین نے تائید کی۔ یہ کنونشن اپنے پیغام اور تاثر کے اعتبار سے یادگار بھی تھا اور تاریخ ساز بھی، اس کے اثرات تادیر سامنے آتے رہیں گے اور اس کے ارتعاش کو دیر تک محسوس کیا جائے گا، اس نے جہاں دینی مدارس سے وابستگان کو ایک نئی تحریک عطا کی ہے، وہیں ان تمام لوگوں کو بھی جو کسی بھی سبب مدارس کے بارے میں تحفظات رکھتے ہیں ازسرنو اپنی رائے پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کیا، اس حوالے سے یہ کنونشن کامیاب بھی رہا اور متاثر کن بھی، جس پر وفاق کی پوری قیادت خصوصاً جناب صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مدظلہم، ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور تمام منتظمین وکارکنان مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(بشکریہ تعمیر افکار)

☆☆☆